خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم

تیئیسواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

ای میل: info@quranacademy.com

ویب سائٹ: www.quranacademy.com

خلاصہ ٔ مضامینِ قرآن
تیئیسواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰه مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿﴾

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ ۚ اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ ﴿﴾

(یٰسٓ:۳۳)

آیات ۳۳ تا ۳۵

کھول آنکھ، زمیں دیکھ......

اِن آیات میں قدرتِ الٰہی کے ایک بہت بڑے مظہر اور معرفتِ الٰہی کے حصول کی ایک عظیم نشانی پر غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے۔ یہ نشانی ہے زمین جو بظاہر مردہ اور ویران نظر آتی ہے۔ اچانک اللہ بارش برسا کر اُسے زندہ کرتا ہے اور سرسبزی وشادابی کا زیور پہنا کر آراستہ اور بارونق بنا دیتا ہے۔ اِسی زمین سے اناج اور پھلوں کے خزانے برآمد ہوتے ہیں اور پانی کے چشمے ابلتے ہیں۔ یہ سب نعمتیں انسانوں کے لیے لذت، تقویت اور کئی فوائد کا سامان ہیں۔ غور کا مقام ہے کہ یہ نعمتیں کس نے پیدا کی ہیں اور زمین میں یہ تاثیر کس نے رکھی ہے۔ بلاشبہ یہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہی کی کاریگری ہے۔ اللہ اِن نشانیوں کے ذریعہ ہمیں اپنی معرفت کی دولت اور اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۶ تا ۴۰

اللہ نے ہر شے جوڑوں کی صورت میں پیدا فرمائی

یہ آیات اللہ کی تخلیق کی اِس شان کو بیان کر رہی ہیں کہ ہر شے کو جوڑوں کی صورت میں پیدا کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر:

- i- زمین سے اگنے والی نباتات جوڑوں کی صورت میں ہیں۔
- ii- انسانوں کی تخلیق جوڑوں کی صورت میں کی گئی ہے۔

iii- رات اور دن باہم جوڑے کی نسبت رکھتے ہیں۔ایک اللہ کی تاریک اور دوسری روشن نشانی ہے۔

iv- سورج اور چاند بھی ایک جوڑے کی صورت میں ہیں ۔ایک دن میں اپنی رعنائیاں دکھاتا ہے اور دوسرا رات کو رونق بخشتا ہے۔اُن کی حرکات اِس قدر حساب کتاب اور نظم کے ساتھ ہیں کہ نہ وہ اپنے طے شدہ مدار سے ہٹ سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی رفتار میں تبدیلی کر کے کائنات کے نظم میں انتشار پیدا کر سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا مظاہرِ قدرت بلاشبہ عظیم خالق ومدبر کی صفاتِ عالیہ کے عظیم آثار ہیں، بقول شاعر ؎

حق مری دسترس سے باہر ہے
حق کے آثار دیکھتا ہوں میں

مظاہرِ قدرت جہاں حق کے آثار ظاہر کر رہے ہیں، وہیں اُن کا جوڑوں کی صورت میں ہونا آخرت کے واقع ہونے کی دلیل ہے۔جس طرح ہر مخلوق جوڑے کی صورت میں ہے اِسی طرح دنیوی زندگی کا جوڑا آخرت کی زندگی ہے۔اللہ ہمیں آخرت کا یقین عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۴۱ تا ۴۴

اللہ نے سواریوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے سواریوں کو بھی جوڑوں کی صورت میں بنایا ہے۔ایک وہ ہیں جو کشتیوں اور جہازوں کی صورت میں دریاؤں اور سمندروں میں چلتی ہیں اور دوسری وہ ہیں جو خشکی پر رواں دواں ہیں۔ یہ بڑی جسامت والے، سواری اور باربرداری کے جانور اور دورِ جدید میں ایجاد ہونے والی گاڑیوں اور ریل کی صورت میں ہیں۔ پھر ان سواریوں میں محفوظ سفر بھی اللہ ہی کی رحمت سے ممکن ہے۔اگر سمندر میں طغیانی آجائے اور کشتیاں ڈوبنے لگیں تو سوائے اللہ کے کوئی ڈوبنے سے نہیں بچا سکتا۔اللہ ہمیں اپنے احسانات کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۴۵ تا ۵۰

انسانوں کی محرومی اور ناشکری

اِن آیات میں انسانوں کی اکثریت کی محرومی اور ناشکری اور اِس سے بھی آگے بڑھ کر گستاخانہ

رویہ کا نقشہ کھینچا گیا:

i- جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ چاروں طرف اللہ کی پھیلی ہوئی نشانیوں کو دیکھ کر اللہ کی معرفت حاصل کرو اور اُس کی عنایات کا شکر ادا کرو تو وہ اعراض کرتے ہیں۔

ii- جب اُنہیں ضرورت مندوں کی مدد کے لیے مال خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو پلٹ کر کہتے ہیں کہ اللہ عادل و قادر ہے۔ جب چاہے گا خود ہی اُن کی مدد کر دے گا۔ کیا ہم اُن کی مدد کریں جن کو اللہ نے محروم کر رکھا ہے؟

iii- جب اُنہیں آخرت کی جوابدہی سے خبردار کیا جاتا ہے تو طنزیہ انداز سے سوال کرتے ہیں کہ بتاؤ آخرت کا وعدہ کس وقت ظاہر ہوگا؟

اِس گستاخانہ روش پر اللہ نے شدید غضب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ اُس شدید پکڑ کے انتظار میں ہیں جو اُنہیں اچانک آ دبوچے گی۔ پھر یہ نہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنوں کی طرف لوٹ کر مدد حاصل کر سکیں گے۔

آیات ۵۱ تا ۵۴

روزِ قیامت جی اٹھنے کا منظر

روزِ قیامت جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو تمام مردے زندہ ہو کر میدانِ حشر کی طرف دوڑنے لگیں گے۔ مجرم اُس وقت افسوس سے کہیں گے کہ ہمیں کس نے ہماری قبروں سے نکال باہر کیا ہے۔ گویا قیامت کی دہشت، اُن کے لیے عذابِ قبر سے بھی زیادہ ہولناک ہوگی۔ اُنہیں آگاہ کیا جائے گا کہ یہ وہ قیامت ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا تھا اور جس سے رسولوں نے خبردار کیا تھا۔ اب خواہ کوئی چاہے یا نہ چاہے، اُسے میدانِ حشر میں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے حاضر ہونا پڑے گا۔ اللہ ہمیں اُس روز کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۵ تا ۵۸

اہلِ جنت پر عنایات

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت ہر انسان کو اُس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے

گا اور کسی کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے گی۔ نیک لوگ جنت میں اپنی دلچسپیوں میں مگن ہوں گے۔ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ درختوں کے گھنے سایہ میں تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ اُنہیں ہر طرح کے میوہ جات فراہم کیے جائیں گے۔ جو بھی طلب کریں گے عطا کیا جائے گا۔ سب سے بڑی نعمت سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ کی صورت میں اللہ رحیم وکریم کی طرف سے سلامتی کا تحفہ ہوگا۔ اللہ ہمیں یہ تمام نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۹ تا ۶۲

شیطان کی عبادت مت کرو

روزِ قیامت مجرمین کو شرم دلائی جائے گی کہ تمہیں شیطان کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا تھا لیکن تمہاری اکثریت نے اُس ملعون کی عبادت کی۔ تمہیں حکم دیا گیا تھا کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور یہی سیدھا راستہ ہے لیکن تم شیطان کے راستے پر چلتے رہے۔ یہ آیات عبادت کے اصل مفہوم کو واضح کر رہی ہیں۔ عبادت سے مراد ہے دلی آمادگی کے ساتھ کسی کی اطاعت کرنا۔ اگر پورے ذوق وشوق کے ساتھ اللہ کی اطاعت کی جارہی ہے تو یہ اللہ کی عبادت ہے۔ اِس کے برعکس پوری رغبت وآمادگی کے ساتھ اللہ کی نافرمانی کی جارہی ہے تو یہ شیطان کی عبادت ہے۔ اللہ ہمیں صرف اپنی ہی عبادت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۳ تا ۶۵

مجرموں کا برا انجام

روزِ قیامت مجروں سے بولنے کی صلاحیت چھین لی جائے گی اور وہ کوئی کلام نہ کرسکیں گے۔ البتہ اُن کے ہاتھ اور پاؤں گواہی دیں گے کہ اُنہوں نے کیا کیا جرائم کیے ہیں۔ اُن کے جرائم ثابت ہوجائیں گے اور اُنہیں حکم دیا جائے گا کہ اب اُس جہنم کا ایندھن بن جاؤ جس سے تمہیں دنیا میں خبردار کیا گیا تھا۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ...... اے اللہ ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ فرما۔ آمین!

آیات۶۶ تا ۶۷

اللہ دنیا میں پردہ پوشی فرماتا ہے

یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ دنیا میں گناہ گاروں کے جرائم کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ ورنہ یہ بھی ممکن

تھا کہ اللہ نافرمانوں کو دنیا میں ہی اندھا کر دیتا اور پھر وہ گستاخ آنکھوں سے کچھ بھی نہ دیکھ سکتے۔ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ اللہ مجرموں کی صورتیں بگاڑ دیتا اور وہ کسی کو شکل دکھانے کے قابل نہ رہتے۔ اللہ فوری سزا دینے کے بجائے مہلت دیتا ہے۔ اللہ ہم گناہ گاروں کو مہلت سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۶۸

انسان کی بے بسی

یہ آیت ہر انسان کو اُس کی عاجزی و بے بسی کا احساس دلا رہی ہے۔ جوانی کے بعد جوں جوں انسان کی عمر بڑھتی ہے اُس کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ انسان عاجز ہے اور اللہ قادرِ مطلق ہے۔ اِس حقیقت کا ادراک انسان کو تکبر سے محفوظ رکھتا ہے۔

آیات ۶۹ تا ۷۰

قرآن شاعری نہیں ہے

یہ آیات قرآنِ حکیم کی عظمت کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اللہ نے کفار کے اِس اعتراض کو رد کر دیا کہ قرآن کسی شاعر کا کلام ہے۔ شاعر کی شاعری کا مقصد لوگوں سے داد و تحسین وصول کرنا ہوتا ہے۔ وہ اکثر و بیشتر لوگوں کی خواہشات کے مطابق کلام پیش کرتا ہے۔ اِس کے برعکس قرآنِ حکیم لوگوں کو اُن کے گناہوں پر متوجہ کر کے اصلاح کی دعوت دے رہا ہے۔ ایسی دعوت تو لوگوں کی اکثریت پر گراں گزرتی ہے۔ قرآن بڑی وضاحت کے ساتھ کائنات کے اصل حقائق کی یاد دہانی کرا رہا ہے۔ جس شخص کی روح بیدار اور ضمیر زندہ ہے وہ اِس قرآن سے سیدھی راہ کی ہدایت پا لیتا ہے۔ اِس کے برعکس جو لوگ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتے کرتے روحِ ربانی کو خاکی وجود میں دفن کر چکے ہیں وہ قرآن کی برکات اور انوار سے فیض حاصل نہ کر سکیں گے۔

آیات ۷۱ تا ۷۳

چوپائے...... اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہیں

یہ آیات اللہ کی انسانوں کے لیے ایک بہت بڑی نعمت یعنی چوپایوں کا ذکر کر رہی ہیں۔ یہ چوپائے

اللہ نے پیدا کیے ہیں لیکن انسان اِن کے مالک بنے پھرتے ہیں۔ اِن میں سے وہ بھی ہیں:

i- جو بہت طاقتور ہیں لیکن انسان کے سامنے عاجز ہیں اور انسان اُنہیں اپنی سواری اور بار برداری یعنی بوجھ اٹھانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

ii- جو حلال ہیں اور اُنہیں انسان ذبح کر کے اپنی خوراک کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

iii- جن سے انسان کئی فوائد حاصل کرتا ہے مثلاً اُن کی کھالوں سے چمڑے کی مصنوعات بناتا ہے، چربی سے گھی اور صابن بناتا ہے، فضلے کو کھاد کے طور پر استعمال کرتا ہے، زراعت کے لیے زمین تیار کرنے کا کام لیتا ہے، ٹیوب ویل سے پانی کھینچنے کے لیے استعمال کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

iv- جو انسان کو دودھ جیسی عظیم نعمت وافر مقدار میں فراہم کرتے ہیں۔ اِس حوالے سے اسماعیل میرٹھی صاحب کی ایک نظم کتنی سادہ لیکن دل پزیر ہے کہ ؎

رب کا شکر ادا کر بھائی
جس نے ہماری گائے بنائی
اُس مالک کو کیوں نہ پکاریں
جس نے پلائیں دودھ کی دھاریں
خاک کو اُس نے سبزہ بنایا
سبزے کو پھر گائے نے کھایا
کل جو گھاس چری تھی بن میں
دودھ بنی اب گائے کے تھن میں
سبحان اللہ! دودھ ہے کیسا
تازہ، گرم، سفید اور میٹھا
گائے کو دی کیا اچھی صورت
خوبی کی ہے گویا مورت
دانا دُنکا بھوسی چوکر
کھا لیتی ہے سب خوش ہو کر

کھا کر تنکے اور ٹھٹھیرے

دودھ دیتی ہے شام سویرے

آیات ۷۴ تا ۷۵

اللہ کے سوا کوئی کام نہیں آسکتا

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ مشرکینِ مکہ نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر معبود بنالیا ہے۔ اُنہیں اُمید ہے کہ روزِ قیامت یہ فرشتے اُن کی مدد کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ فرشتے تو اللہ کے سامنے ایسے لاچار ہیں کہ وہ اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے۔ البتہ وہ شرک کو سخت ناپسند کرتے ہیں اور روزِ قیامت شرک کرنے والوں کو گرفتار کر کے اللہ کی عدالت میں پیش کریں گے۔

آیات ۷۶ تا ۸۰

کیا اللہ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرسکتا ہے؟

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کے لیے دلجوئی کا مضمون بیان کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ کی دعوت کو کفار بے بنیاد اعتراضات پیش کر کے ٹھکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ یہ جو کچھ کر رہے ہیں اور مزید کیا ناپاک ارادے رکھتے ہیں، اللہ سب جانتا ہے۔ وہ اعتراضات کرتے ہیں کہ اللہ مردہ انسانوں کی بوسیدہ ہڈیوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ کیا وہ بھول چکے ہیں کہ اللہ نے اُنہیں ایک گندے پانی کی بوند سے پیدا کیا ہے۔ کیا جس خالق نے پہلی بار پیدا کیا، وہ دوبارہ پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا؟ اُس خالق کی ہر تخلیق ہی مثالی ہے۔ وہ غور کریں کہ وہ ایک ایسی آگ سے حرارت اور کئی فوائد حاصل کرتے ہیں جو بانس کے سبز درختوں سے جلائی جاتی ہے۔
بلاشبہ وہ خالق، جو چاہے سو پیدا کرسکتا ہے۔

آیات ۸۱ تا ۸۳

وسیع وعریض کائنات کا خالق ہر انسان کو دوبارہ زندہ کرے گا

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ وہ عظیم خالق ہے جس نے بلند وبالا آسمان اور وسیع وعریض زمین بنائی ہے۔ بلاشبہ وہ ہر شے کا بنانا جانتا ہے۔ لہٰذا وہ انسانوں کو بھی دوبارہ بنائے گا۔ اُس کے بنانے کا عمل تو

صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتا ہے کُــنْ (ہوجا) اور ایک شے وجود میں آ جاتی ہے۔ ہر شے اُس کی مخلوق ہے اور تمام انسانوں کو خواہی نہ خواہی، اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ بلا شبہ اُس کی قادرِ مطلق ہستی ہر کمی، کمزوری اور عیب سے پاک ہے۔ اللہ ہمیں اپنی عظمتوں کی معرفت اور اپنی بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ صافات

ایمان کے موضوع پر عظیم سورۂ مبارکہ

اِس سورۂ مبارکہ میں توحید، رسالت اور آخرت یعنی ایمانیاتِ ثلاثہ کے مضامین بڑے مؤثر انداز میں بیان ہوئے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۰ توحیدِ باری تعالیٰ
- آیات ۱۱ تا ۷۴ ایمان بالآخرت
- آیات ۷۵ تا ۱۴۸ انبیاءؑ پر عنایاتِ ربانی
- آیات ۱۴۹ تا ۱۶۶ مشرکینِ مکہ کے شرک کی نفی
- آیات ۱۶۷ تا ۱۸۲ مشرکینِ مکہ کی محرومی

آیات ۱ تا ۵

تعلیماتِ وحی کا حاصل......عقیدۂ توحید

یہ آیات ایک قسم اور پھر جوابِ قسم پر مشتمل ہیں۔ ایک اہم حقیقت کے بیان کے لیے اُن فرشتوں کو قسم کے ذریعے گواہ بنایا جا رہا ہے جو اللہ کے تابعدار اور انبیاءؑ تک وحی پہنچانے پر مامور ہیں۔ وہ فرشتے ہر وقت صف باندھے اللہ کے احکامات کے منتظر ہوتے ہیں۔ پھر جب وحی لے کر آتے ہیں تو اُن شیطانوں کو ڈانٹتے ہیں جو وحی کی سن گن لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر وہ تلاوت کرتے ہوئے نبی کے قلبِ مبارک پر وحی نازل کرتے ہیں۔ وحی کی تعلیم کا لب لباب یہ ہے کہ معبود صرف اور صرف اللہ ہے۔ وہ تمام انسانوں، زمین اور اُن کے درمیان موجود ہر شے کا

مالک ونگران ہے۔ کائنات کی ہر شے، ہر آن اُس کی نظرِ کرم کی محتاج ہے۔

آیات ۶ تا ۱۰

وحی کی حفاظت

اِن آیات میں وحیِ باری تعالیٰ کی شیاطین سے حفاظت کا ذکر ہے۔ آسمان پر نظر آنے والے ستارے دراصل آسمان کی سجاوٹ کا ذریعہ ہیں۔ البتہ یہی ستارے وحی کی حفاظت کے لیے حفاظتی چوکیاں بھی ہیں۔ اُن میں وحی کے محافظ فرشتے موجود رہتے ہیں۔ جب وحی کا نزول ہوتا تھا تو شیاطین جن، وحی کی سن گن لینے کی کوشش کرتے تھے۔ محافظ فرشتے اُنہیں مار بھگاتے تھے۔ اگر کوئی شیطان وحی کا کوئی لفظ سننے میں کامیاب ہو جاتا تو یہ فرشتے شہابِ ثاقب کے ذریعہ اُسے ہلاک کر دیتے تھے۔

آیات ۱۱ تا ۱۹

کیا خالقِ ارض وسماء، انسان کو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا؟

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے ایک ایسی کائنات بنائی ہے جو انتہائی وسیع وعریض اور طرح طرح کی مخلوقات پر مشتمل ہے۔ اُس عظیم خالق نے انسان کو گارے سے بنایا ہے۔ کیا وہ مرنے کے بعد انسانوں کو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا؟ بلاشبہ کرسکتا ہے لیکن ہٹ دھرم مخالفین یہ حقیقت تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے۔ اُنہیں یہ عمل جادو نظر آتا تھا کہ مرنے کے بعد اُنہیں اور اُن کے باپ دادا کو پھر سے زندہ کر دیا جائے۔ جواب دیا گیا کہ یہ عمل ہو کر رہے گا۔ نہ صرف تمام انسان صور کی ایک ہی آواز پر زندہ ہوں گے بلکہ اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ سر جھکائے پیش بھی ہوں گے۔

آیات ۲۰ تا ۲۶

میدانِ حشر کا ایک منظر

مرنے کے بعد زندگی کی خبر کو جھٹلانے والے روزِ قیامت حیران و پریشان ہوں گے۔ حسرت سے کہیں گے کہ یہ تو بدلے کا دن آ گیا۔ جواب دیا جائے گا کہ ہاں! یہ وہی بدلہ کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔ اب تمام مجرموں، اُن کے باطل معبودوں اور دنیادار لیڈروں کو ایک ساتھ

جمع کر دیا جائے گا۔ اللہ اُن سے پوچھے گا کہ آج تم سب ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کر رہے؟ مدد تو درکنار اُس روز ہر مجرم دوسرے پر اپنی گمراہی کا الزام لگا کر خود کو بے گناہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہوگا۔

آیات ۲۷ تا ۳۴

دنیادار لیڈروں کا اپنے پیروکاروں کو کورا جواب

میدانِ حشر میں مجرمین اپنے لیڈروں کو الزام دیں گے کہ تم نے ہمیں گمراہ کیا۔ لیڈر پلٹ کر کہیں گے کہ تم خود ہی دنیا کی لذتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے ہمارے پیروکار بنے تھے۔ ہمارا تم پر کوئی اختیار نہیں تھا بلکہ تم خود ہی سرکش تھے۔ ہم نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے تمہیں گمراہ کن تصورات دیے اور تم نے اپنے مفادات کے لیے ہماری پیروی کی۔ اب اللہ کی طرف سے عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ ہم سب کو اب عذاب کا مزہ ہر صورت میں چکھنا ہے۔ اللہ ہمیں دنیادار لوگوں کی پیروی کرنے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

آیات ۳۵ تا ۳۹

گستاخانِ رسول ﷺ پر اللہ کا غضب

اللہ کے رسول ﷺ جب مجرمین کو دعوتِ توحید دیتے تو وہ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے۔ توہین آمیز اور طنزیہ انداز میں گستاخی کرتے کہ کیا ہم ایک شاعر اور پاگل کی باتوں میں آکر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نہ شاعر ہیں اور نہ پاگل بلکہ حق وصداقت کے پیکر اور تمام سابقہ رسولوں کی تعلیمات کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ مجرموں کو اللہ کے رسول کی شان میں گستاخی کی سزا مل کر رہے گی۔ عنقریب اُن کی گستاخیاں عذاب کی صورت میں اُن پر مسلط کر دی جائیں گی۔

آیات ۴۰ تا ۴۹

اہلِ جنت پر اللہ کی عنایات

نیکی پر عمل پیرا وہی ہو سکتا ہے جسے اللہ پسند فرما لے۔ یہ لوگ جنت کی اعلیٰ اور لازوال نعمتوں

سے لطف اندوز ہوں گے۔ وہاں اُن کی مہمانوں کی طرح عزت کی جائے گی۔ اُنہیں لذیذ میوہ جات عطا کیے جائیں گے۔ شاندار تختوں پر بیٹھ کر ایسی پاکیزہ شراب نوش کریں گے جس سے نہ نشہ آئے گا اور نہ ہی سر چکرائے گا۔ اُن کی تسکین کے لیے نیچی نگاہیں رکھنے والی حیادار بیویاں ہوں گی جو رنگت میں محفوظ کیے جانے والے انڈوں کی طرح سفید ہوں گی۔ اللہ ہمیں جنت کی یہ تمام نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۰ تا ۵۷

اہلِ جنت کا باہمی مکالمہ

جنت میں ایک فرد دوسرے سے کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک ساتھی تھا۔ وہ اِس حقیقت کو جھٹلاتا تھا کہ مردہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اِس جنتی سے کہا جائے گا کہ کیا تم اُس گمراہ ساتھی کا انجام دیکھنا چاہتے ہو۔ اب وہ اُسے جہنم کے عین وسط میں عذاب میں مبتلا دیکھے گا۔ اُس سے کہے گا کہ اگر میں تمہاری بات مان لیتا تو آج تمہاری طرح برباد ہو جاتا۔ یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا کہ میں نے تمہارے گمراہ کن تصورات کو قبول نہ کیا۔ اللہ ہم سب کو بھی گمراہوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۸ تا ۶۱

مقابلہ کا اصل میدان...... حصولِ جنت کے لیے کوشش

اِن آیات میں بشارت دی گئی کہ جنت کی نعمتیں ہمیشہ ہمیش کے لیے ہیں۔ جنت کا حصول ایسی عظیم کامیابی ہے جس کے بعد کسی ناکامی کا امکان ہی نہیں۔ ترغیب دی گئی کہ مقابلہ کرنے والوں کو اِس کامیابی تک پہنچنے کے لیے مقابلہ کرنا چاہیے۔ مقابلہ کا اصل میدان دنیا میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا نہیں بلکہ جنت کے حصول کی کوشش اور اُس میں بھی بلند سے بلند درجوں تک پہنچنے کے لیے خواہشاتِ نفس، مال اور جان کی قربانیاں دینا ہے۔ اللہ ہمیں ایسی پاکیزہ محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۲ تا ۶۸

جہنمیوں کا برا حال

یہ آیات اہلِ جہنم کے برے حال کی منظر کشی کر رہی ہیں۔ اُن بدنصیبوں کو زقوم کے درخت سے پھل کھانے پڑیں گے۔ یہ درخت جہنم کی گہرائیوں سے نکلے گا۔ کافروں کے لیے اِس درخت کا ذکر ایک فتنہ بن چکا ہے۔ وہ حیران ہیں کہ آگ میں سے درخت کیسے نکل سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ اُس درخت کا پھل شیطان کے سر کی طرح ہوگا۔ اہلِ جہنم مجبور ہوں گے کہ اُسے کھا کر اپنے پیٹ بھریں۔ پھر اُنہیں کھولتا ہوا پانی پینا پڑے گا۔ کھولتے ہوئے پانی سے گھبرا کر بھاگیں تو دہکتی ہوئی آگ میں جا گریں گے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ...... اے اللہ ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ فرما۔ آمین!

آیات ۶۹ تا ۷۴

جہنم میں جانے کا سبب...... گمراہ باپ دادا کی پیروی

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جہنم میں جانے کا ایک سبب گمراہ باپ دادا کی پیروی ہے۔ بدنصیب جہنمیوں نے دنیا میں جان لیا تھا کہ ہمارے باپ دادا کے عقائد اور سرگرمیاں اللہ کی عطا کردہ تعلیمات کے خلاف ہیں۔ اللہ کے رسول اور نیک بندے اُنہیں حق کا راستہ دکھاتے رہے لیکن اُنہوں نے پھر بھی باپ دادا کی پیروی کو ترجیح دی۔ اُنہیں یہ بھی معلوم تھا کہ ماضی میں اللہ کے احکامات کو جھٹلانے والوں کا کتنا بُرا انجام ہو چکا ہے۔ اِس کے باوجود اُنہوں نے حق کی پیروی سے انکار کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دنیا میں برباد ہوئے اور آخرت میں بھی جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ ہمیں حق کی راہ کی سمجھ، اِس پر چلنے کی توفیق اور استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۵ تا ۸۲

حضرت نوحؑ کی عظمت

یہ آیات حضرت نوحؑ کی عظمت اور بلند رتبہ کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اللہ نے ظالم قوم کے مقابلہ میں اُن کی فریاد سنی اور اُنہیں مع اہلِ ایمان محفوظ و سلامت رکھا۔ پھر بقیہ نسلِ انسانی اُن

ہی کی اولاد سے آگے بڑھی۔ گویا اللہ نے اُنہیں ''آدمِ ثانی'' کا مقام عطا فرمایا۔ اُن کے حق میں تا قیامِ قیامت دعائے سلامتی اور تحسین کے کلمات لوگوں کی زبان پر جاری کر دیے۔ اُنہیں صاحبِ ایمان ہونے اور درجہ احسان پر فائز ہونے کی سند عطا کی۔ اُن کے دشمنوں کو اِس طرح برباد کیا کہ وہ رہتی دنیا تک عبرت کا نشان بن گئے۔

آیات ۸۳ تا ۹۸

حق گوئی و بت شکنی......شیوۂ ابراہیمی

حضرت ابراہیمؑ ایک ایسے بت شکن جواں مرد تھے جنھوں نے اپنے باطن میں خواہشاتِ نفس کے بتوں کو توڑا اور خارج میں پتھر کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ وہ اپنے رب کی طرف ایک ایسے دل سے متوجہ ہوتے جو نفسانی خواہشات کی سیاہی اور برے اعمال کے زنگ سے پاک وشفاف تھا۔ پھر خارج میں بت شکنی کے مشن کا آغاز کیا۔ بت پرستوں کے سامنے حق گوئی و بے باکی کی مثال قائم کی۔ اُنہیں خود ساختہ معبودوں کی لاچارگی اور معبودِ حقیقی کی اعلیٰ شان کی طرف متوجہ کیا۔ جب بت پرست وعظ ونصیحت سے اصلاح پر آمادہ نہ ہوئے تو بت خانے میں جا کر بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ بت پرستوں نے جہالت کی انتہا کر دی اور حضرت ابراہیمؑ کو دہکتی ہوئی آگ میں جلا دینے کی سازش کی۔ معبودِ حقیقی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے آگ کو گل وگلزار کر دیا اور حق کے دشمنوں کی سازش ناکام کر کے اُنہیں ذلیل ورسوا کر دیا۔

آیات ۹۹ تا ۱۱۱

تاریخ انسانی کی عظیم ترین قربانی

حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال کر شہید کرنے کی کوشش نے ثابت کر دیا کہ اب اُن کی قوم سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ لہٰذا حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے بھروسہ پر ہجرت کی اور مختلف مقامات پر جا کر توحید کی دعوت دیتے رہے۔ اِسی محنت کے دوران جب بالوں کی سیاہی سفیدی میں بدل گئی، بڑھاپے نے قوتوں کو کمزور کر دیا تو دعا کی کہ اے میرے رب! اِس پاکیزہ مشن کو جاری رکھنے کے لیے صالح اولاد کی نعمت عطا فرما۔ اللہ نے پاکیزہ دعا قبول فرمائی

اور حضرت اسمٰعیلؑ جیسا فرزند عطا فرمایا۔ جب حضرت اسمٰعیلؑ اِس قابل ہوئے کہ بوڑھے باپ کے مشن میں ساتھ دے سکیں تو اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو تاریخِ انسانی کے عظیم ترین امتحان سے گزارا۔ اُنہیں حکم دیا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کردو (آپ کی دیگر اولاد بعد میں پیدا ہوئی)۔ اِس سے قبل حضرت ابراہیمؑ گھر، والدین، اپنی جان، اپنی قوم اور اپنے وطن کی محبت کو اللہ کی محبت کے سامنے قربان کرچکے تھے۔ البتہ اب جو امتحان تھا وہ بلاشبہ انتہائی مشکل تھا۔ لیکن آفرین ہے حضرت ابراہیمؑ پر کہ اُنہوں نے اللہ کے حکم کو ترجیح دی اور بیٹے کو ذبح کرنے پر تیار ہوگئے۔ تحسین ہے حضرت اسمٰعیلؑ کے لیے بھی کہ اُنہوں نے کم سنی کے عالم میں اللہ کی راہ میں قربان ہونے کو پوری رضا و رغبت سے قبول کرلیا۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی؟

عین اُس وقت، جب حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ کے گلے پر چھری پھیرنے لگے، اللہ نے حضرت اسمٰعیلؑ کا فدیہ، جنت سے ایک مینڈھا بھیج کر ادا فرمایا۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی جگہ وہ مینڈھا قربان ہوا اور اللہ نے باپ اور بیٹے کی قربانی کی اِس مثال کو ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی عبادت مقرر کرکے یادگار بنادیا۔ اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کی اِس آزمائش کو تاریخِ انسانی کی عظیم ترین قربانی قرار دیا اور انعام کے طور پر اُن کا ذکرِ خیر قیامت تک جاری و ساری کردیا۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۳

اہمیت نسب کی نہیں کردار کی ہے

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کے لیے ایک اور بیٹے حضرت اسحاق کی ولادت کی بشارت ہے۔ حضرت اسحاقؑ بھی اپنے والد اور بڑے بھائی حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح انتہائی نیک اور پارسا تھے۔ اللہ نے اُن سب کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے فیض یاب فرمایا۔ البتہ اُن کی اولادوں میں انتہائی نیک بھی تھے اور اپنی جانوں پر کھلا ظلم کرنے والے بھی۔ گویا نیک انسان کی اولاد ہونا، اولاد کے لیے فضیلت کی بنیاد نہیں بلکہ اصل اہمیت ذاتی کردار اور طرزِ عمل کی ہے۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراث پدر کیوں کر ہو

آیات ۱۱۴ تا ۱۲۲

حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ پر عنایاتِ ربانی

یہ آیات حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ پر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی درجِ ذیل عنایات کا ذکر کر رہی ہیں:

i- اللہ نے اُن دونوں کو اور اُن کی قوم کو آلِ فرعون کے شدید ظلم سے نجات دی۔

ii- اُن کی قوم کو سرخرو کیا اور قوم کے سامنے آلِ فرعون کو ہلاکت سے دوچار کیا۔

iii- اللہ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو تورات جیسی عظیم کتاب عطا فرمائی۔

iv- اُن دونوں کو سیدھی راہ کی ہدایت نصیب فرمائی۔

v- اُن دونوں کو صاحبِ ایمان اور درجۂ احسان پر فائز ہونے کی سند دی۔

vi- رہتی دنیا تک اُن کے لیے تحسین و سلامتی کے کلمات کو جاری فرما دیا۔

آیات ۱۲۳ تا ۱۳۲

حضرت الیاسؑ کا ذکرِ مبارک

اِن آیات میں حضرت الیاسؑ کی مدح و تحسین ہے۔ اُنہوں نے اپنی قوم کو ربِ حقیقی یعنی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی بندگی کرنے کی دعوت دی اور ایک خود ساختہ معبود بعل کی پرستش سے منع فرمایا۔ قوم نے اُن کی دعوت کو جھٹلایا اور ہلاکت سے دوچار ہوئی۔ حضرت الیاسؑ سرخرو ہوئے۔ اللہ نے اُن کے محسن ہونے کا اعلان فرمایا اور تا قیامِ قیامت اُن کے لیے کلماتِ خیر کو لوگوں کی زبانوں پر جاری کر دیا۔

آیات ۱۳۳ تا ۱۳۸

حضرت لوطؑ پر اللہ کا احسان

حضرت لوطؑ کی دعوت پر اُن کی قوم کا کوئی فرد بھی ایمان نہ لایا۔ یہاں تک کہ اُن کی بیوی بھی صدقِ دل سے ایمان لانے سے محروم رہی۔ اللہ نے حضرت لوطؑ اور اُن کے اہلِ ایمان

گھر والوں کو محفوظ رکھا اور اُن کی بیوی سمیت پوری قوم کو بدترین عذاب سے دوچار کیا۔ اُن کی تمام بستیوں کو الٹ دیا۔ طویل عرصہ تک اِن بستیوں کے کھنڈرات نشانِ عبرت بنے رہے۔ مشرکینِ مکہ شام کے سفر کے دوران اِن کھنڈرات کو دیکھتے رہے لیکن افسوس کہ سبق حاصل کرنے سے محروم رہے۔

آیات ۱۳۹ تا ۱۴۸

حضرت یونسؑ کے لیے بخشش اور کرم

حضرت یونسؑ اللہ کی طرف سے اجازت آنے سے قبل ہی قوم کو چھوڑ کر ہجرت کر گئے۔ اللہ نے اُنہیں امتحان سے گزارا اور وہ سمندری سفر کے دوران ایک مچھلی کا لقمہ بن گئے۔ البتہ اللہ نے اُنہیں مچھلی کے پیٹ میں محفوظ رکھا۔ وہ اپنی کوتاہی پر اللہ سے بخشش طلب کرتے رہے اور اللہ کی تسبیح بیان کرتے رہے۔ اللہ نے اُن کی فریاد سنی اور مچھلی کو حکم دیا کہ اُنہیں خشکی پر اُگل دے۔ اللہ نے ایک ایسی بیل اُن کے قریب اگا دی جس نے اُن کے زخمی جسم کو کیڑوں سے محفوظ کر دیا اور بیل پر لگنے والے پھل نے اُن کے لیے دوا کا کام کیا۔ پھر اُن کی قوم گناہوں سے تائب ہو کر اُنہیں ڈھونڈتی ہوئے اُن تک آ پہنچی اور اُن کی رسالت پر صدقِ دل سے ایمان لے آئی۔ تب اللہ نے اُس قوم کو ایک مدت تک اپنی نعمتوں اور برکتوں کا انعام عطا فرمایا۔

آیات ۱۴۹ تا ۱۵۷

مشرکین مکہ کا جھوٹا عقیدہ

مشرکینِ مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ حیرت ہے کہ اپنے ہاں بیٹی پیدا ہو تو اُسے باعثِ شرم سمجھتے اور زندہ دفن کرنے کا جرم کرتے لیکن اللہ کی طرف بیٹیاں منسوب کر دیں۔ اُن کا یہ عقیدہ سفید جھوٹ ہے جس کے لیے اُن کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ بلاشبہ اِس قسم کے گمراہ کن تصورات رکھنا بہت بڑا ظلم اور ناانصافی ہے۔

آیات ۱۵۸ تا ۱۶۳

جنات کا اللہ کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں

مشرکین فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ جب اُن سے پوچھا جاتا کہ فرشتوں کی مائیں

کون ہیں تو بڑے بڑے جنوں کی لڑکیوں کو فرشتوں کی ماں قرار دیتے۔ گویا جنوں کی نسبت بھی اللہ سے قائم کر دیتے۔ حالانکہ جنات اللہ کی مخلوق ہیں اور اُس کے سامنے عاجز ولاچار ہیں۔ اللہ پاک ہے اِن تمام غلط تصورات سے جو مشرکین نے قائم کر رکھے ہیں۔ مشرکین اور ان کے خود ساختہ معبود کمزور اور بے اختیار ہیں۔ وہ کسی ایک انسان کو بھی گمراہ نہیں کر سکتے۔ گمراہ وہی ہوتے ہیں جو خود ہی خواہشاتِ نفس کی پیروی کر کے دنیا کی عارضی وفانی لذتوں کے طلب گار بنتے ہیں۔

آیات ۱۶۴ تا ۱۶۶

فرشتوں کا اصل مقام

فرشتے اللہ کی بیٹیاں نہیں بلکہ اُس کی فرمانبردار مخلوق ہیں۔ اُن میں باہم درجہ بندی ہے۔ کچھ فرشتے اللہ کے مقرب اور اونچے مرتبہ کے حامل ہیں۔ البتہ تمام فرشتے خواہ اُن کا مرتبہ بلند ہو یا کم ہر وقت اللہ کے سامنے صفیں باندھ کر کھڑے رہتے ہیں۔ وہ اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور ہر وقت اُس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔

آیات ۱۶۷ تا ۱۷۰

مشرکینِ مکہ کے لیے وعید

مشرکینِ مکہ، نبی اکرم ﷺ کی نبوت کے ظہور سے پہلے دعویٰ کرتے تھے کہ اگر ہماری طرف کوئی رسول بھیجے گئے اور کوئی کتاب نازل کی گئی تو ہم ماضی کی قوموں کی طرح حق کا انکار نہیں کریں گے بلکہ حق کا ساتھ دے کر اللہ کے خاص بندے بن جائیں گے۔ اب جبکہ اُن کی طرف رسول ﷺ حق لے کر آ گئے ہیں تو وہ رسول ﷺ اور اُن کی تعلیمات کا انکار کر رہے ہیں۔ عنقریب اُنہیں اِس روش کے برے انجام کی خبر ہو جائے گی۔ خیر اِسی میں ہے کہ مجرمانہ روش سے باز آ جائیں۔

آیات ۱۷۱ تا ۱۷۳

رسول غالب رہیں گے

اِن آیات میں رسولوں ؑ سے متعلق اللہ کی ایک سنت کا بیان ہے۔ جس نبی ؑ کو اللہ نے اتمامِ حجت کے لیے کسی معین قوم کی طرف بھیجا وہ نبی، رسول قرار پائے۔ رسول ؑ کے بارے میں اللہ کا

دستور یہ تھا کہ وہ ہمیشہ قوم کے مقابلہ میں غالب رہیں گے۔ وہ اللہ کے نمائندے بن کر قوم کے سامنے جاتے تھے اور اللہ کا نمائندہ کبھی مغلوب نہیں ہوسکتا۔ اللہ نے پوری پوری قوموں کو ہلاک کر دیا لیکن رسولؑ اور اُن پر ایمان لانے والے ساتھیوں کو محفوظ رکھا۔

آیات ۱۷۴ تا ۱۷۹

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

اللہ کی طرف سے دو اور دو چار کی طرح واضح تعلیمات سامنے آنے کے باوجود مخالفین حق کا انکار کرتے تھے۔ اُن کی اِس روش پر نبی اکرم ﷺ غمگین اور دل گرفتہ ہوتے تھے۔ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ مخالفین کی باتوں کا زیادہ اثر نہ لیں۔ یہ لوگ حق کی مخالفت میں انتہائی سرکش ہورہے ہیں اور آپ ﷺ سے عذاب لانے کا مطالبہ کررہے ہیں۔ عنقریب اُن پر عذاب آنے والا ہے اور اُس وقت اُن کا برا انجام ہوگا۔ آپ ﷺ اُن کی پرواہ نہ کریں اور اُنہیں اُن کے حال پر چھوڑ دیں۔

آیات ۱۸۰ تا ۱۸۲

اللہ کے لیے تسبیح اور انبیاء کے لیے درود و سلام

یہ تین آیات ایک حسین ایمانی کیفیت اور چاشنی لیے ہوئے ہیں۔ اِن میں اللہ کی تسبیح وحمد کا بیان بھی ہے اور تمام انبیاءِ کرامؑ کے لیے سلامتی کا ذکر بھی۔ اعلان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اِن تمام باطل تصورات سے پاک ہے جو مشرکین اللہ کے ساتھ وابستہ کرنے کی مذموم حرکت کررہے ہیں۔ اِن تصورات کے برعکس اللہ انتہائی بلند شان کا حامل ہے اور تمام جہانوں کا وہ ربِ حقیقی ہے کہ کل شکر و سپاس اور ثناء صرف اور صرف اُسی کے لیے ہے۔ پھر سلامتی اور رحمت اُن ہستیوں کے لیے ہے جن کو اللہ نے پسند فرمایا اور اپنا رسول ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔

سورۂ ص

تزکیۂ نفس کے لیے مؤثر یاددہانی

اِس سورۂ مبارکہ کی آیات ۱، ۴۹ اور ۸۷ میں قرآنِ کریم کی اِس شان کو بیان کیا گیا کہ یہ تمام

جہانوں کے لیے یاددہانی ہے۔ یہ سورۂ مبارکہ اِس یاددہانی کی ایک واضح نظیر ہے۔ اِس کے مضامین ایمان کی تقویت اور اعمال کی اصلاح کے لیے انتہائی مؤثر ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۶ — نفس پرستوں کے لیے وعید
- آیات ۱۷ تا ۴۸ — واقعاتِ انبیاءؑ ......اصلاحِ نفس کی عملی مثالیں
- آیات ۴۹ تا ۷۰ — آخرت میں ثواب اور عذاب
- آیات ۷۱ تا ۸۸ — قصۂ آدم و ابلیس

آیات ۱ تا ۱۰

مشرکینِ مکہ کا گستاخانہ طرزِ عمل

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ کریم تو ایک مؤثر یاددہانی ہے۔ البتہ مشرکینِ مکہ اِس سے ہدایت حاصل نہ کر سکیں گے کیونکہ وہ نفس پرستی کی آخری انتہا پر ہیں۔ اِس کا مظہر اُن کا تکبر اور ضد ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی بشریت کو اُن کی رسالت کی نفی قرار دے کر یا کہ اُن پر جادوگر اور جھوٹا ہونے کا بہتان لگا رہے ہیں۔ خدائے واحد کے تصور پر شکوک وشبہات ظاہر کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی نیت اور ارادوں پر بدگمانی کر رہے ہیں۔ اُن کی یتیمی اور کمزور معاشی حالت کا مذاق اڑا رہے ہیں اور اِس کی بنیاد پر اُن کی نبوت اور رسالت کا انکار کر رہے ہیں۔ اِن گستاخیوں کے جواب میں اللہ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میری رحمت کے خزانے اور آسمان وزمین کی بادشاہت اِن مشرکین کے ہاتھ میں ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ نبوت ورسالت پر کس نے فائز ہونا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اُنہوں نے اپنی گستاخیوں کا وبال نہیں چکھا۔ اگر اِس وبال کا اُنہیں اندازہ ہو جائے تو پھر وہ اپنے تکبر اور گستاخیوں کو بھول جائیں گے۔

آیات ۱۱ تا ۱۶

گستاخانِ رسول کے وعیدِ شدید

یہ آیات مشرکینِ مکہ کو خبردار کر رہی ہیں کہ اگر وہ اپنے تکبر، ضد اور گستاخانہ طرزِ عمل سے باز نہ

آئے تو اُن کا ویسا ہی انجام ہوگا جیسا قومِ نوحؑ ،قومِ عاد، آلِ فرعون ،قومِ ثمود، قومِ لوطؑ اور جنگل والی قوم کا ہوا تھا۔ اللہ اُن پر ایسی آفت بھیجے گا جو اُن کی مکمل بربادی تک جاری رہے گی۔ افسوس ہے مشرکین کی روش پر کہ اُنہوں نے اللہ کی طرف سے وعید کو بھی مذاق سمجھا اور اکڑ کر کہنے لگے کہ ہم قیامت کا انتظار نہیں کر سکتے ،ہمارا حساب پہلے ہی چکا دیا جائے۔

آیات ۱۷ تا ۲۰

اللہ کا فضل حضرت داوٗدؑ پر

حضرت داوٗدؑ اللہ سے لو لگانے کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ اللہ نے اُنہیں باعزت مقام اور شان وشوکت دی۔ اُن کے حمدِ باری تعالیٰ کے ترانے اتنے موٗثر اور دل پذیر تھے کہ پہاڑ بھی وجد میں آجاتے اور اڑتے ہوئے پرندے بھی اُن کے ساتھ شریکِ حمد ہو جاتے۔ اللہ نے اُنہیں ایک مستحکم بادشاہت عطا کی ،حکمت ودانائی کی خیر کثیر سے نوازا اور گفتگو کرنے کا عمدہ سلیقہ سکھایا۔ اللہ سے لو لگائے رکھنے والوں کا انعام واقعی نہایت شاندار ہوتا ہے۔

آیات ۲۱ تا ۲۵

ایک سبق آموز واقعہ

اِن آیات میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ واقعہ کے مختلف پس منظر بیان کیے گئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت داوٗدؑ نے اپنی سرگرمیوں کے لیے دن مخصوص کر لیے تھے۔ ایک روز دربار میں بیٹھ کر امورِ مملکت چلاتے اور لوگوں کے درمیان تنازعات کا فیصلہ کرتے۔ ایک روز اپنے ذاتی کام نمٹاتے اور ایک روز اللہ کی بارگاہ میں محوِ عبادت رہتے۔ ایک ایسے دن جب کہ وہ محوِ عبادت تھے اُن کے حجرے میں اچانک دو گروہ دیوار پھاند کر داخل ہوئے۔ اُنہوں نے اپنا باہمی تنازع بیان کیا اور درخواست کی کہ فوری فیصلہ کر دیں ورنہ معاملہ کہیں خون خرابہ تک نہ پہنچ جائے۔ حضرت داوٗدؑ نے فیصلہ تو فرما دیا لیکن اُنہیں محسوس ہوا کہ اللہ نے اِس واقعہ کے ذریعہ اُنہیں ایک کوتاہی کا احساس دلایا ہے۔ وہ منصبِ خلافت پر ہیں اور اُنہیں ہر وقت عدل کے ساتھ تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لیے دستیاب ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ فیصلہ میں

تاخیر کسی فساد کا سبب بن جائے۔ اُنہوں نے سجدہ میں گر کر اللہ سے بخشش طلب کی اور اللہ نے اُنہیں بخشش کی بشارت بھی دی اور اپنی بارگاہ میں بلند رتبہ اور فضیلت کی خوشخبری بھی سنائی۔

آیت ۲۶

عدل کی اہمیت

اِس آیت میں اللہ نے حضرت داوٗدؑ کو آگاہ کیا گیا کہ اُنہیں خلافت کا منصب عطا کیا گیا ہے۔ اُن کی سب سے بڑی عبادت اور نیکی یہ ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ کریں۔ حق کے مقابلہ میں خواہشاتِ نفس کی پیروی نہ کریں۔ جو لوگ شریعت اور حق کو پس پشت ڈال کر خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتے ہیں وہ دراصل یومِ حساب کو بھولے ہوئے ہیں اور ایسے لوگوں کے لیے شدید وعید ہے۔

آیات ۲۷ تا ۲۸

نیکی کرنے والے اور برائی کرنے والے برابر نہیں

کافر سمجھتے ہیں کہ آسمان وزمین کی تخلیق بے مقصد ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کائنات کی ہر شے اللہ کی اطاعت کر رہی ہے۔ انسانوں کو بھی یہی حکم ہے کہ اللہ کی فرمانبرداری اختیار کریں۔ اب جو لوگ اللہ کا حکم مان رہے ہیں اور جو نہیں مان رہے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ تصور گمراہ کن ہے کہ اللہ غفور رحیم ہے اور وہ سب ہی کو معاف فرما دے گا۔ اللہ غفور و رحیم بھی ہے اور قہار وجبار و منتقم بھی ہے۔ نیک لوگوں کے لیے اُس کی شانِ غفاری و رحیمی ہے اور نافرمانوں کے لیے وہ قہار و جبار اور شدید عذاب دینے والا ہے۔

آیت ۲۹

قرآن حکیم پر غور فکر کے دو درجے ...... تذکر و تدبر

اِس آیت میں قرآنِ حکیم کو ایک بابرکت کتاب قرار دیا گیا۔ وہ کتاب جس پر غور وفکر سے انسانوں کو برکات حاصل ہوتی ہیں۔ حکم دیا گیا کہ اِس مبارک کتاب کی آیات پر غور وفکر کرو۔ البتہ غور وفکر کے دو درجے ہیں۔ ایک ہے تذکر اور دوسرا ہے تدبر۔ کسی مقام پر سرسری غور وفکر

کر کے اُس کے پیغام کو سمجھ لینا تذکر ہے۔ البتہ کسی مقام پر گہرا غور و فکر کرنا اور اُس میں پوشیدہ علم و حکمت کے نکات کا فہم حاصل کرنے کی کوشش کرنا تدبر ہے۔ عمل کی اصلاح کے لیے تذکر مفید ہے اور قرآن کی عظمت پر گہرا یقین حاصل کرنے اور اِس کتاب کے ذریعہ مسائل کا حل تلاش کرنے لیے تدبر ضروری ہے۔

آیات ۳۰ تا ۳۲

حضرت سلیمانؑ کی مدح و تحسین

حضرت سلیمانؑ، حضرت داوٗدؑ کے بیٹے اور جانشین تھے۔ اللہ کے ایسے خوب بندے تھے کہ اپنے والد کی طرح ہر وقت اللہ سے لو لگائے رہتے تھے۔ اللہ نے اُنہیں اپنی راہ میں جہاد کا خصوصی جذبہ عطا کیا تھا۔ اُن کے سامنے جنگوں میں استعمال ہونے والے گھوڑے لائے جاتے تو اُنہیں خوب پیار کرتے اور شفقت سے اُن کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرتے۔ اپنے اِن جذبات کا اظہار کرتے کہ وہ اِن گھوڑوں سے پیار محض اللہ کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اُنہیں ہر اُس شے سے محبت ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے کام آتی ہے۔

آیات ۳۳ تا ۴۰

حضرت سلیمانؑ کے لیے اللہ کی عطاءِ بے بہا

اِن آیات کے پسِ منظر میں مختلف روایات نقل کی گئی ہیں۔ اُن میں سے ایک رائے یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ میرے بعد خلافت کا منصب میری اولاد کو عطا کیا جائے۔ اللہ نے اُن پر ظاہر فرما دیا کہ اُن کی اولاد اِس منصب کی اہل نہیں ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے اولاد کے حوالے سے اپنی خواہش سے رجوع کیا اور دعا کی کہ اللہ اُنہیں ایسی بادشاہت عطا فرما دے جیسی کسی اور کو نصیب نہ ہو۔ اللہ نے یہ دعا قبول فرمائی۔ حضرت سلیمانؑ کو ہوا پر اختیار دے دیا گیا۔ وہ اُن کے حکم کے تابع تھی۔ جس رُخ پر چاہتے اور جس رفتار سے چاہتے اُسے چلنے کا حکم دیتے۔ انتہائی طاقتور جنات اُن کے قابو میں تھے جن سے بڑی بڑی تعمیرات کراتے اور سمندروں سے موتی اور خزانے برآمد کراتے۔ اللہ نے فرمایا کہ اے

سلیمانؑ یہ آپ کے لیے ہمارے عطاءِ بے بہا ہے۔جس طرح آپؑ چاہیں اِس سے استفادہ کریں۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک حضرت سلیمانؑ کا مقام ومرتبہ انتہائی بلند تھا۔

آیات ۴۱ تا ۴۴

حضرت ایوبؑ کی آزمائش کا خاتمہ

حضرت ایوبؑ کو اللہ نے شدید آزمائش کے ذریعہ جانچا۔اُن کا پورا خاندان سوائے بیوی کے ختم ہوگیا۔ پھر اُنہیں ایسی جلدی بیماری لگی کہ شدید تکلیف کے باعث کہیں آنے جانے سے بھی معذور ہوگئے ۔اُنہوں نے اِن آزمائشوں پر صبر و رضا کی اعلیٰ مثال قائم کی ۔اللہ سے آزمائش کے خاتمہ کی دعا کرتے رہے۔آخر کار اللہ نے اُن کی دعا سن لی۔اُن کے قدموں کی ضرب سے پانی کا ایک چشمہ جاری فرمایا جس کے پینے اور اُس سے غسل کرنے میں اُن کے لیے شفا تھی ۔اللہ نے سابقہ اولاد کے اعتبار سے دوگنا اولاد عطا فرمائی ۔ بیماری کے عالم میں ایک موقع پر بیوی سے ناراض ہوکر قسم کھا بیٹھے کہ میں تمہیں ایک سو بید ماروں گا۔اللہ نے فرمایا کہ ایک سو بیدوں کو جوڑ کر ایک گٹھا بنالو اور ایک ہی بار مار کر اپنی قسم کو پورا کرلو۔وہ اللہ کے کیا خوب بندے تھے۔کبھی اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہوتے تھے۔اللہ نے بھرپور قدر افزائی فرمائی اور عنایات کی فراوانی کردی۔

آیات ۴۵ تا ۴۸

انبیاءِ کرامؑ کا ذکرِ مبارک

اِن آیات میں چھ انبیاءِ اکرام کا ذکر مبارک وارد ہوا۔اِن میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ ، حضرت یعقوبؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت یسعؑ اور حضرت ذوالکفلؑ شامل ہیں۔ یہ سب کے سب اللہ کے چنے ہوئے نیک بندے تھے ۔ اِن سب کا مقصدِ حیات اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی فوز وفلاح کا حصول تھا۔اللہ ہمیں اِن پاکباز ہستیوں کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۴۹ تا ۵۴

متقیوں کا عمدہ ٹھکانہ...... جنت

متقی یعنی اللہ کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنے والے ایسے باغات میں ہوں گے جو رہائش کے لیے بنائے گئے ہیں۔ جب وہ اِن باغات کے قریب پہنچیں گے تو اُس کے دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں گے۔ وہاں وہ ٹیک لگا کر مسندوں پر بیٹھیں گے۔ کثرت سے میوے اور مشروبات طلب کریں گے۔ اُن کے پاس نیچی نگاہوں والی پاک بیویاں ہوں گی۔ یہ نعمتیں روزِ حساب عطا ہوں گی اور پھر ہمیشہ باقی رہیں گی۔ اللہ ہم سب کو متقی بننے اور جنت کی لازوال نعمتوں سے فیض یاب ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۵ تا ۵۸

سرکشوں کا برا ٹھکانہ ...... جہنم

اللہ کے باغیوں اور سرکشوں کا ٹھکانہ دہکتی ہوئی آگ کی صورت میں ہوگا۔ وہاں اُنہیں کھولتا ہوا پانی اور زخموں سے بہنے والا خون اور پیپ پینی پڑے گی۔ اُن کی مزید تواضع بھی ایسی ہی غلیظ اشیاء سے ہوگی۔ **اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ**......اے اللہ ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما۔ آمین!

آیات ۵۹ تا ۶۴

اولاد کی بری تربیت کا برا انجام

جہنم میں پہلے گمراہ والدین ڈالے جائیں گے اور پھر اُن کی گمراہ اولادیں۔ جب اولاد کو جہنم میں داخل کیا جائے گا تو والدین اُنہیں لعن طعن کریں گے کہ جہنم میں پہلے ہی انتہائی گھٹن اور تنگی ہے اور تم بھی گھسے چلے آرہے ہو۔ اولاد اُنہیں بددعا دے گی کہ تمہارے لیے کوئی کشادگی نہ ہو۔ تم نے ہمیں گمراہ کن عقائد سکھائے، ہماری بری تربیت کی اور ہمیں اِس بربادی تک پہنچایا۔ پھر اولاد اللہ سے فریاد کرے گی کہ ہمارے اِن والدین کو بڑھتا چڑھتا عذاب دے جنہوں نے ہمیں غلط راستوں پر چلا کر بربادی و تباہی کے مقام تک پہنچایا ہے۔ پھر اہلِ جہنم حیران ہوں گے کہ ہم دنیا میں جن لوگوں کو برا اور گمراہ سمجھتے تھے وہ تو جہنم میں نہیں ہیں۔ یہ

اشارہ ہے اُن نیک لوگوں کی طرف جو گمراہوں کو حق کی طرف بلاتے تھے اور گمراہ اُن کا مذاق اڑاتے تھے۔ نیک لوگ جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور گمراہ لوگ جہنم میں نہ صرف عذاب میں گرفتار ہوں گے بلکہ باہم جھگڑ بھی رہے ہوں گے۔

آیات ۶۵ تا ۷۰

بندگی کی بلندترین شان......عاجزی ودرماندگی کا اعتراف

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ اعلان کر دیں کہ معبودِ حقیقی صرف اللہ ہے۔ وہی تمام آسمانوں اور زمین کا مالک وخالق ہے۔ انتہائی زبردست ہے لیکن درگذر کرنے والا بھی ہے۔ میں تو صرف نوعِ انسانی کو ایک عظیم خبر سے خبردار کرنے والا ہوں۔ وہ عظیم خبر یہ ہے کہ تمام انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اُنہیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ افسوس کہ انسانوں کی اکثریت اِس عظیم خبر پر یقین نہیں کر رہی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اِس عظیم خبر کا ظہور کب ہوگا؟ میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ اللہ کے مقرب فرشتے اللہ کے فیصلوں کی حکمت کے بارے میں باہم کس طرح اور کس نوعیت کا اختلاف کرتے ہیں۔ مجھے تو یہ بات وحی کے ذریعہ بتا دی گئی ہے کہ میں لوگوں کو قیامت کے روز ہونے والے حساب کتاب کے حوالے سے مسلسل آگاہ کرتا رہوں۔

اللہ کے حبیب ﷺ نے تو اپنی ذمہ داری پوری فرما دی۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم روزِ قیامت حساب کتاب میں سرخرو ہونے کے لیے بھرپور محنت کریں۔ آمین!

آیات ۷۱ تا ۷۴

عظمتِ انسان

اِن آیات سے قصہ آدم وابلیس کے بیان کا آغاز ہوتا ہے۔ اللہ نے تمام فرشتوں کو آگاہ کیا کہ میں ایک انسان مٹی کے گارے سے بنا رہا ہوں۔ جب میں اُس میں اپنی روح ڈال دوں تو تم اُس کے سامنے سجدہ میں گر جانا۔ گویا انسان کی عظمت کا سبب اُس کا خاکی وجود نہیں بلکہ اُس میں موجود روحِ ربانی ہے۔ جیسے ہی اللہ نے انسان یعنی حضرت آدمؑ کے خاکی وجود میں اپنی

روح ڈالی، تمام کے تمام فرشتے اُن کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔ اللہ ہمیں اپنی عظمت کے سبب یعنی روح کی تسکین کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ روح کی تسکین ہوتی ہے اللہ کے ذکر اور اللہ تعالیٰ کی پرخلوص بندگی سے۔ یہ انتہائی دشوار ہے، بقول اقبال ؎

اِس پیکرِ خاکی میں اِک شے سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اُس شے کی نگہبانی

اللہ ہمیں روح کی نگہبانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ نے سجدہ کا حکم فرشتوں کے ساتھ ساتھ ایک جن ابلیس کو بھی دیا تھا۔ اُس نے تکبر کی وجہ سے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ کے ایک حکم کے انکار نے اُس بدنصیب کو کافر و ملعون بنا دیا۔

آیات ۷۵ تا ۷۸

اللہ نے انسان کو دونوں ہاتھوں سے بنایا

یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ اللہ نے انسان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ دراصل اِس کائنات میں اللہ کے دو عالم جاری و ساری ہیں۔ ایک عالمِ امر جس میں وقت کا عنصر نہیں۔ اللہ کسی شے کے لیے کہتا ہے کُنْ (ہو جا) اور فَیَکُوْنُ (وہ ہو جاتی ہے)۔ اِس کے برعکس دوسرا عالمِ خلق ہے جس میں ہر شے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے عروج پر پہنچتی ہے۔ انسان کے روحانی وجود یعنی روحِ ربانی کا تعلق عالمِ امر سے ہے اور اُس کے خاکی وجود کا تعلق عالمِ خلق سے ہے۔ گویا انسان کی تخلیق میں اللہ نے اپنے دو عالم جمع کر دیے ہیں۔ بقول مرزا عبدالقادر بیدل ؎

ہر دو عالم خاک شد، تابست نقشِ آدمی
اے بہارِ نیستی از قدرِ خود ہوشیار باش

”اور دونوں عالم خاک ہوئے تب انسان کا وجود ظہور میں آیا۔ اے انسان جو بظاہر کچھ نہیں، اپنی اصل اہمیت کو پہچان لے“۔

جب اللہ نے ابلیس سے دریافت کیا کہ تم نے عظمتوں کے حامل انسان کو سجدہ کیوں نہ کیا تو اُس

نے جواز پیش کیا کہ میں انسان سے بہتر ہوں۔ میری تخلیق آگ جیسی لطیف شے سے ہوئی ہے اورانسان کو خاک جیسے کثیف مادے سے بنایا گیا ہے۔ ابلیس ظاہر پرست تھااور وہ انسان کے روحانی وجود کو نظر انداز کر بیٹھا۔ اللہ نے ابلیس کو اپنی قربت سے محروم کر دیا۔ اُس کے مردود ہونے کا فیصلہ فرمایااوراُسے قیامت تک لعنت یعنی اپنی رحمت سے محرومی کی وعید سنائی۔

آیات ۷۹ تا ۸۵

ابلیس کے ناپاک عزائم

ابلیس نے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ سے قیامت تک کے لیے زندہ رہنے کی مہلت مانگی۔ اللہ نے اُسے ایک معین دن تک مہلت عطا کی۔ اُس نے قسم کھائی کہ وہ ہر انسان کو گمراہ کرے گا اور اُس کے وار سے صرف اللہ کے خاص بندے ہی محفوظ رہ سکیں گے۔ جواب میں اللہ نے فرمایا کہ میں جہنم کو ابلیس اوراُس کے تمام پیروکاروں سے بھر دوں گا۔ اللہ ہمیں ابلیس اوراُس کے ٹولہ کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۶ تا ۸۸

قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ کی عظمت

اِن آیات میں قرآن حکیم اور صاحبِ قرآن حضرت محمد ﷺ کی عظمت کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے مخاطبین کو آگاہ فرمایا کہ میں بالکل سیدھا سادہ اللہ کا بندہ ہوں اور ہرگز کوئی بناوٹی یا مصنوعی رنگ اختیار کرنے والا نہیں ہوں۔ میرا ظاہر اور باطن ایک ہے اور میری خلوت اور جلوت یکساں ہے۔ قرآنِ حکیم اللہ کا کلام اور تمام انسانوں کے لیے کائنات اور زندگی کے اصل حقائق کی یاددہانی کرانے والا ہے۔ یہ خبر دے رہا ہے کہ پوری کائنات اور تمام انسان آخرکار فنا ہو جائیں گے۔ البتہ انسانوں کو دوبارہ اٹھایا جائے گا اور اُنہیں اپنے ایک ایک عمل کی جوابدہی کرنی ہوگی۔ عنقریب تمام انسانوں کو قرآن کی اِس خبر کی حقانیت معلوم ہو جائے گی۔

سورۂ زمر

اللہ ہی کی عبادت کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں توحیدِ عملی کے اِس پہلو کا بیان نمایاں ہے کہ صرف اور صرف اللہ ہی کی بندگی کی جائے اور اطاعت کو اُس کے لیے بالکل خالص کر لیا جائے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۸	توحیدِ باری تعالیٰ
- آیات ۹ تا ۳۷	اچھا اور برا کردار
- آیات ۳۸ تا ۵۲	مشرکین کے باطل نظریات کا رد
- آیات ۵۳ تا ۶۳	اللہ کی طرف پلٹنے کا بیان
- آیات ۶۴ تا ۶۷	باطل کے ساتھ سمجھوتہ کی زوردار نفی
- آیات ۶۸ تا ۷۵	احوالِ قیامت

آیات ۱ تا ۴

اللہ کی بندگی کرو خالص اطاعت کے ساتھ

اِن آیات میں توحیدِ عملی کا بیان ہے۔ توحید کی دو قسمیں ہیں، توحیدِ نظری اور توحیدِ عملی۔ توحیدِ نظری یہ ہے کہ اللہ کو ذات، صفات اور حقوق کے اعتبار سے یکتا مانا جائے اور کسی کو بھی اُس کے ساتھ شریک نہ کیا جائے۔ توحیدِ عملی یہ ہے کہ زندگی کے جملہ معاملات میں ذوق وشوق سے اللہ کی اطاعت کی جائے اور کسی کی بھی اطاعت اللہ کی نافرمانی کا باعث نہ بنے۔ اللہ کو ایسی خالص اطاعت ہی مطلوب ہے۔ اب جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی اطاعت کرتے ہیں اور اِس کا جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ اِس سے ہمیں اللہ کی قربت حاصل ہوگی وہ جھوٹے ہیں۔ اللہ ایسے جھوٹوں کو ہدایت نہیں دے گا۔ اِسی طرح وہ لوگ بھی جھوٹے ہیں جو انبیاء یا فرشتوں کو اللہ کی اولاد قرار دیتے ہیں۔ انبیاء اور فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں نہ کہ اولاد۔ اللہ ہر اعتبار سے یکتا اور پوری طرح سے غالب ہے۔

آیات ۵ تا ٦

اللہ کی قدرتِ تخلیق کے مظاہر

اللہ تعالیٰ بہت بڑا خالق ہے۔ اُس کی تخلیق کے درج ذیل شاہ کار اِن آیات میں بیان کیے گئے:

i- آسمان اور زمین جو کہ ایک مقصد کے تحت بنائے گئے ہیں۔ یہ دونوں اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور اُس کے احکامات کے مطابق اپنی جملہ صفات کا اظہار کرتے ہیں۔ انسانوں کو بھی یہی روش اختیار کرنی چاہیے۔

ii- رات اور دن کا نظام جو بڑی باقاعدگی سے جاری رہتا ہے۔

iii- سورج اور چاند جو اللہ کے حکم سے ایک طے شدہ مدت تک گردش کرتے رہیں گے۔

iv- تمام انسان جنہیں ایک ہی نفس یعنی حضرت آدمؑ سے پیدا کیا گیا اور حضرت آدمؑ کا جوڑا یعنی اماں حواسلامٌ علیہا کو بھی اُن کی نوع ہی سے بنایا گیا۔

v- اُن جانوروں کے آٹھ جوڑے پیدا کئے جن کا گوشت حلال ہے۔ ان جوڑوں میں بکرا اور بکری، مینڈھا اور بھیڑ، بیل اور گائے اور اونٹ اور اونٹنی شامل ہیں۔

iv- رحمِ مادر میں ہر بچہ کی تخلیق تین پردوں کے اندر کی جاتی ہے۔ ایک پردہ وہ جھلی ہے جس میں بچہ موجود ہوتا ہے، اُس کے اوپر رحمِ مادر ہے اور اُس کے اوپر ماں کا پیٹ ہے۔

بلاشبہ ہمارا معبودِ حقیقی اور پروردگار اللہ ہی ہے جو مذکورہ بالا مظاہرِ قدرت کا خالق ہے۔ کل اختیار اُس کے پاس ہے۔ وہ شرک کرنے والوں کو فوری سزا دینے پر قادر ہے لیکن وہ درگذر کرتا ہے اور اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔

آیات ۷ تا ۸

انسانوں کی ناشکری

بندوں پر اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ اگر بندے اللہ کا شکر کریں تو اللہ بہت خوش ہوتا ہے۔ اِس کے برعکس اگر ناشکری کریں تو اللہ کی قدرت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ البتہ روزِ قیامت جب وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو کوئی اُنہیں ناشکری کی سزا سے بچا نہ سکے گا۔ تب

اللہ انہیں بتا دے گا کہ وہ دنیا میں کیا طرزِ عمل اختیار کر کے آئے ہیں۔انسان کا معاملہ عجیب ہے۔جب تکلیف پہنچتی ہے تو گڑگڑا کر اللہ سے دعائیں کرتا ہے۔البتہ جب اللہ تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو اُس احسان کو کسی اور کی طرف منسوب کرتا ہے اور اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کو پکارنے لگتا ہے۔اِس روش سے دوسرے لوگ بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ایسے احسان فراموشوں کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔

آیت ۹

علم کی فضیلت

اِس مقام پر آگاہ کر دیا گیا کہ اللہ کی نظر میں علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر نہیں ہیں۔جو لوگ علم رکھتے ہیں وہ درجہ میں کہیں آگے ہیں۔علم سے مراد اصل میں تو علمِ ہدایت ہے جو انسان کو سیدھی راہ کی رہنمائی عطا کرتا ہے۔اِس کے ساتھ ساتھ ہمیں دینِ اسلام ایسے جدید علوم سیکھنے کی بھی ترغیب دیتا ہے جس سے ہم اِس کائنات میں موجود مظاہرِ قدرت کو دریافت کر سکیں اور اُن کی تسخیر کر کے نوعِ انسانی کے لیے اُنہیں مفید بنا سکیں۔علم ہدایت اور تسخیرِ کائنات سے اللہ کی معرفت میں اضافہ ہوتا ہے اور ایسے بندے اللہ سے اور زیادہ ڈرتے ہیں۔اُس کی بندگی میں آگے بڑھتے ہیں اور راتوں کو اُس کے حضور طویل سجدہ و قیام کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔اللہ ہم سب کو ایسا علمِ نافع عطا فرمائے جو ہماری سیرت اور کردار کو اللہ کی مرضی کے مطابق پاکیزہ کر دے۔آمین!

آیت ۱۰

تقویٰ کے ثمرات

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی۔تقویٰ کے ذریعہ ہی اللہ کی قربت کا اعلیٰ مقام یعنی درجۂ احسان حاصل ہوتا ہے۔اِن مقربین کے لیے دنیا میں بھی نعمتیں اور سعادتیں ہیں اور آخرت میں تو اُنہیں بے حساب اَجر سے نوازا جائے گا۔اللہ ہم سب کو اپنا تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۱۱ تا ۱۶

اللہ ہی کی بندگی کرنے کا تاکیدی حکم

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ اعلان کر دیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی بندگی کروں مکمل اطاعت کے ساتھ، اور سب سے پہلے اللہ کے فرمانبردار ہونے کی مثال قائم کروں۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو اندیشہ ہے کہ ایک بڑے دن کا عذاب مجھے گرفت میں لے لے گا۔ یہ جان لو کہ اللہ کی نافرمانی کا راستہ نہ صرف تمہیں بلکہ تمہارے گھر والوں کو بھی جہنم میں لے جائے گا۔ گھر والوں کی دینی تربیت نہ کر کے تم اُنہیں سب سے بڑے خسارے سے دوچار کر دو گے۔ ایسا خسارہ جس کی کوئی تلافی نہیں۔ ان بدنصیبوں کو اب اُس جہنم میں جلنا ہو گا جہاں اُن کے اوپر بھی آگ کے سائے ہوں گے اور نیچے بھی۔ یہ ہولناک جہنم ہے جس سے اللہ بندوں کو ڈرا رہا ہے۔ خدا کے لیے ڈرو اور زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ کی اطاعت کر کے خود کو ہمیشہ ہمیش کی بربادی سے بچالو۔

آیات ۱۷ تا ۲۰

اچھا اور برا کردار

یہ آیات دو کرداروں کا نقشہ کھینچ رہی ہیں۔ ایک اللہ کا پسندیدہ کردار ہے۔ اِس کردار کے حاملین اللہ کے باغیوں کے خلاف اعلانِ بغاوت کرتے ہیں۔ اللہ کی بندگی کے لیے سرگرم رہتے ہیں۔ پورے ذوق وشوق سے اللہ کی ہدایات کو سنتے ہیں۔ پھر پورے ولولہ اور غیر متزلزل عزم کے ساتھ اُن ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں اور اُن کے لیے جنت کے بالاخانے تیار کیے گئے ہیں جہاں اُنہیں ہر نعمت فراہم کی جائے گی۔ اس کے برعکس دوسرا کردار ہے جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہے۔ یہ کردار رکھنے والے اللہ کے باغی اور نافرمان ہیں۔ اُن کے لیے عذاب طے ہو چکا ہے۔ اُنہیں اللہ کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ اللہ ہمیں اِس باغیانہ روش سے محفوظ فرمائے اور وہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اللہ کو پسند آئے۔ آمین!

آیت ۲۱

انسان کی زندگی کھیتی کی مانند ہے

اللہ آسمان سے بارش برساتا ہے اور اس پانی کو چشموں کی صورت میں زمین میں بہا دیتا ہے۔ پھر اُس پانی سے کھیتی برآمد ہوتی ہے جو رفتہ رفتہ اپنے عروج کو پہنچتی ہے۔ پھر اُس پر زوال آتا ہے اور وہ زرد پڑ جاتی ہے۔ آخر کار چورا چورا ہو کر زمین میں بکھر جاتی ہے۔ یہی معاملہ ہماری زندگی کا ہے۔ بارش کی طرح روح آسمان سے آتی ہے اور ہمارے خاکی وجود کے ساتھ مل کر ہمارے وجود کی تکمیل کرتی ہے۔ پھر کھیتی کی طرح ہم بھی اپنے عروج یعنی جوانی کو پہنچتے ہیں۔ پھر رفتہ رفتہ بڑھاپا آتا ہے اور آخر کار مر کر مٹی میں مل جاتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ کھیتی کا کوئی حساب کتاب نہیں جبکہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ اللہ ہمیں اُس محاسبۂ اُخروی کے لیے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۲

نورِ ہدایت کیا ہے؟

اللہ اپنے محبوب بندوں کا سینہ اسلام یعنی اپنی فرمانبرداری کے لیے کھول دیتا ہے۔ اِن بندوں کو اللہ کے ہر حکم میں ایک خیر، حکمت اور سکون محسوس ہوتا ہے۔ یہ ہے وہ نورِ ہدایت جو اللہ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ اللہ ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین! اِس کے برعکس جس بدنصیب کو اللہ کے احکامات ایک بوجھ محسوس ہوں، اُس کا دل اللہ کے ذکر سے محرومی کی وجہ سے سیاہ اور سخت ہو چکا ہو تو ایسے ہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ ہمیں اِس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۳

عظمتِ قرآن

بلاشبہ اللہ نے قرآنِ کریم کی صورت میں نہایت حسین کلام نازل فرمایا ہے۔ اِس کے مضامین ملتے جلتے بھی ہیں اور بار بار دہرائے بھی جاتے ہیں تاکہ غور کرنے والے اچھی طرح سے اُن

مضامین کا فہم حاصل کر سکیں ۔ اِس حسین کلام کی ظاہری اور معنوی تاثیر ایسی ہے کہ اُس کو سن کر خوف خدا رکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ اُن کے دل اللہ کے ذکر کی طرف اور اُن کے جسم اللہ کی اطاعت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں ۔ یہ ہے اللہ کی ہدایت، وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے ۔ جس بدنصیب کو اللہ ہی ہدایت نہ دے، اُسے کوئی بھی ہدایت نہیں دے سکتا ۔

آیات ۲۴ تا ۲۶

گمراہوں کا بدترین انجام

جو بدنصیب اللہ کے کلام پر غور فکر کر کے ہدایت حاصل نہیں کرتے وہ بدترین تباہی کی طرف جا رہے ہیں ۔ روزِ قیامت بدترین عذاب اُن کے چہروں پر مسلط ہو گا اور وہ چہرے کو عذاب سے بچا نہ سکیں گے ۔ دنیا میں انسان کسی آفت سے بچنے کے لئے پہلے چہرے ہی کو بچاتا ہے لیکن وہاں سب سے پہلے چہرہ ہی عذاب کا نشانہ بنے گا ۔ اِن ظالموں کی حسرت میں اضافہ کے لیے بار بار کہا جائے گا کہ اپنے کرتوتوں کا مزا چکھو ۔ ماضی میں بھی کئی قوموں نے یہ روش اختیار کی ۔ اُن پر وہاں سے عذاب آیا جہاں سے اُنہیں گمان تک نہ تھا ۔ البتہ آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کن اور بڑا ہو گا ۔ کاش لوگ ماضی کی قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کریں اور آخرت کے بڑے عذاب سے بچنے کی سبیل کریں ۔

آیات ۲۷ تا ۲۸

اللہ کا بہت بڑا انعام ...... عربی قرآن

اللہ نے قرآنِ کریم میں اپنی تعلیمات کی وضاحت کے لیے طرح طرح کی مثالیں بیان فرمائی ہیں تا کہ لوگ نصیحت حاصل کریں ۔ پھر قرآنِ کریم کو زبانِ عربی میں نازل فرمایا ۔ ایسی زبان جو زبانِ زندہ ہے اور اُسے سیکھنا اور سمجھنا بڑی سہولت کے ساتھ ممکن ہے ۔ پھر اِس قرآن میں ہر بات سیدھی اور دو اور دو چار کی طرح ہے ۔ بلاشبہ قرآن پڑھ کر اور اُس کے مضامین پر غور کر کے ہم اللہ کی نافرمانی، دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچ سکتے ہیں ۔ اللہ ہمیں اپنی کتاب کو سمجھ سمجھ کر پڑھنے اور اُس سے ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین!

آیت ۲۹

توحید کا تصور ایک بہت بڑی نعمت

اِس آیت میں عقیدہ ٔ توحید کی نعمت کو ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے۔ اگر ایک غلام کے کئی آقا ہوں۔ پھر وہ باہم لڑتے بھی ہوں تو ایسے غلام کی زندگی انتہائی مشکلات کا شکار ہوگی۔ اگر ایک آقا کو راضی کرے گا تو دوسرا ناراض ہو جائے گا۔ اِس کے برعکس جس غلام کا صرف ایک ہی آقا ہوگا وہ بڑے سکون میں ہوگا۔ اِسی طرح صرف ایک اللہ کی بندگی انسان کو دوسروں کے خوف یا دوسروں کی چاپلوسی سے بچا کر نہ صرف سکون بلکہ باوقار زندگی عطا کرتی ہے۔ بقول علامہ اقبال ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آیات ۳۰ تا ۳۱

مخالفین کے ساتھ کشمکش عارضی ہے

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون بیان ہوا۔ آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آج مشرکین آپ ﷺ سے جھگڑ رہے ہیں اور آپ ﷺ کی توہین کر رہے ہیں لیکن یہ کشمکش عارضی ہے۔ عنقریب مشرکین بھی فنا ہو کر مٹ جائیں گے اور آپ ﷺ بھی دنیا سے رخصت ہو کر رفیق اعلیٰ سے جاملیں گے۔ تب روزِ قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں ایک جھگڑا ہو گا۔ مشرکین اپنے جرائم سے انکار کریں گے یا دوسروں کو موردِ الزام ٹھہرائیں گے لیکن یہ سب اُن کے کام نہ آئے گا۔ وہ اپنے جرائم کی سزا پا کر رہیں گے۔

مَنۡ اَحۡیَا سُنَّتِیۡ فَقَدۡ اَحَبَّنِیۡ وَ مَنۡ اَحَبَّنِیۡ کَانَ مَعِیَ فِی الۡجَنَّۃِ

جس نے میری سنت کو زندہ کیا اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (کنز العمال)

یاد رکھنے والے حقائق

عَنْ سَہْلِ بنِ سَعْدٍ ، قَالَ: جَاءَ جِبْرِیْلُ ؑ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ،
فَقَالَ : یَا مُحَمَّدُ ، عِشْ مَا شِئْتَ فَاِنَّکَ مَیِّتٌ ، وَاَحْبِبْ
مَنْ اَحْبَبْتَ فَاِنَّکَ مُفَارِقُہٗ ، وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنَّکَ
مُجْزٰی بِہٖ ثُمَّ قَالَ : یَا مُحَمَّدُ شَرَفُ الْمُؤْمِنِ قِیَامُ اللَّیْلِ
وَعِزُّہٗ اسْتِغْنَاؤُہٗ عَنِ النَّاسِ

(مستدرک الحاکم)

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ ''اے محمد ﷺ! زندہ رہ لیجئے جتنا آپ چاہیں (لیکن یہ یاد رکھیں کہ) بالآخر مرنا ہے، اور محبت کر لیجئے جس سے بھی محبت کرنی ہے (لیکن یہ یاد رکھیں کہ) آپ اُسے چھوڑنے والے ہیں، اور عمل کیجئے جو آپ چاہیں (لیکن یہ یاد رکھیں کہ) آپ کو اُس کا بدلہ دیا جائے گا''۔ پھر فرمایا ''اے محمد ﷺ بندۂ مومن کا شرف قیام اللیل میں ہے اور اس کی عزت لوگوں سے نہ مانگنے میں ہے''۔

اپنے بھائی کی مدد کرو!

اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْصُرُہٗ اِذَا کَانَ مَظْلُوْمًا اَفَرَاَیْتَ اِذَا کَانَ ظَالِمًا کَیْفَ اَنْصُرُہٗ قَالَ تَحْجُزُہٗ اَوْ تَمْنَعُہٗ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِکَ نَصْرُہٗ

(بخاری، مسلم)

''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم''۔ اِس پر ایک شخص نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اُس کی مدد کروں گا اگر وہ مظلوم ہے۔ کیا آپ بتائیں گے کہ اُس کی مدد میں کیسے کروں اگر وہ ظالم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اُس کا ہاتھ پکڑ لو یا اُسے روک دو ظلم کرنے سے، پس بے شک یہ ہے اُس کی مدد کرنا''۔

حقیقی مسلمان کون ھے؟

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نَھَی اللّٰہُ عَنْہُ (بخاری)

''حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور حقیقی مہاجر وہ ہے جو چھوڑ دے اُس عمل کو جس سے اللہ نے روکا ہے''۔

مفلس کون؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِیَامٍ وَزَکَاةٍ وَیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ

(مسلم، ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا، ہم میں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ روپیہ ہو اور نہ سامان و متاع ہو، آپ ﷺ نے فرمایا، میری امت میں (روزِ قیامت) مفلس وہ شخص ہوگا جو قیامت کے روز نماز، روزہ اور زکوٰۃ (ہر قسم کی عبادت لے کر آئے گا) اور ساتھ ہی کسی کو گالی دی ہوگی، اور کسی کو تہمت لگائی ہوگی، اور کسی کا مال کھایا ہوگا، اور کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا، اور کسی کو مارا ہوگا (یہ سب گناہ لے کر آئے گا) تو اس مظلوم کو اس کی نیکیاں دیدی جائیں گی، اور دوسرے کو بھی اس کی نیکیاں عطا کی جائیں گی پھر جب نیکیاں ختم ہو جائیں گی ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے جو اس پر واجب ہیں، تو ان کی خطائیں اور برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی، اور پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔